OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:5, Issue: 1, Jan -March 2026 PP: 130-150

خانہ کعبہ کی تعمیر و تجدید: تاریخی تسلسل اور ارتقائی مطالعہ

The Construction and Reconstruction of the Kaaba: A Historical and Evolutionary Study

Dr. Humera Naz
Associate professor, Department of Islamic History, university of karachi, Karachi
Email: dnaz@uok.edu.pk

Dr. Farah Naz Saleem
Assistant Professor, Department of Islamic History, University of Karachi, Karachi
Email: drfarahnaz1920@gmail.com

Abstract

Khana e kaa'ba, which is honored as the first house of the universe, was the first holy place which was built to praise and worship Allah and it was the first place to worship Allah and world's first masjid. From the beginning, Khana e kaa'ba was adjudged as the centre of the worldwide instigation of Deen e Islam and it was aimed and intended to gather from the world the worshippers of Allah so that they accept the oneness of Allah and worship Him altogether and thus this gathering is named as Hajj. We could say that Khana e kaa'ba is the herald of global brotherhood. The construction of Khana e Kaa'ba was not only mentioned in Quran e majeed but it is also discussed in all holy and intuitional scriptures and in the books of other religions. Khana e Kaa'ba has been indicated in a much manifested way that it is the first human construction from which human culture and civilization had started. The construction of the House of Allah is a sacred and greatest act on the earth. Its blessing has been proven by Quran and Hadith. It's constructor was the planet earth's first human being, Hazrat Adam (PBUH). After him, its construction was carried out by Hazrat Shees (PBUH), then Hazrat Ibrahim (PBUH) and Hazrat Ismail (PBUH), and after that the Kaaba's repair work was conducted from time to time. In fact, even the Holy Prophet (SAW) conducted some of its construction and repair work. After him, this task was carried out by khulfaye rashdin, Umayyad caliphs, Abbasi caliphs and Ottoman Empire, and then after this the incumbent royal house of Saud actively participated in Kaaba's

CC BY

construction, expansion and decoration. Hence, in this article Kaaba's construction has been explained in detail in the light of history. Likewise, important holy locations in Kaaba's surroundings such as Hajr-e-aswad, muqam e Ibrahim, Hateem and Kaa'ba cover have also been mentioned with brevity.

Keywords: *Khana e kaa'ba, Quran, Islam, ALLAH, construction, Caliphat.*

تمہید

خانہ کعبہ،اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے لیے زمین پر بنایا جانے والا پہلا گھر۔دنیا میں پہلی مسجد،زمین پر خدا کی سب سے پہلی عبادت گاہ ہے۔جو مکہ میں حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ مل کر بحکم خداوندی اس کی سابقہ بنیادوں پر تعمیر کیا۔اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔(1) پھر اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ نے انسانوں کو اللہ کے گھر کی طرف آنے کی دعوت دی۔اصل میں یہ دعوت اس چہار دیواری کی زیارت وطواف پر ہی موقوف نہیں تھی بلکہ یہ دعوت اس نظام حیات کی جانب تھی جو اللہ کو پسند ہے۔اور جس کی اساس توحید اور حاکمیت الٰہیہ کا قیام ہے۔اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیدائش تک انبیاء ورُسل کی بعثت کا سلسلہ جاری رکھا۔یہ دعوت انسانیت کی فلاح وفوز کی ضامن تھی جو دراصل دین اسلام کی دعوت تھی۔ہر آنے والا پیغمبر دینِ اسلام کا داعی تھا۔اس دعوت یا عالمگیر تحریک کا مرکز بیت اللہ کو قرار دیا گیا۔اسی بیت اللہ سے اسلام کے نظام حیات کی راہیں اور چشمے ابلتے ہیں۔اس چشمے کو جاری وساری رکھنے کے لیے انبیاء علیہم السلام نے اپنی زندگیاں لگادیں اوراس دعوت کی غرض وغایت یہ رکھی گئی کہ ایک خدا کے ماننے والے دنیا کے ہر گوشہ سے کھینچ کھینچ کر یہاں جمع ہوں۔اور مل جل کر خدا کی عبادت کریں اوراسلام کا پیغام لے کر اپنے ملکوں کو واپس جائیں۔(2)

آج خانہ کعبہ مسلمانوں کے لیے ایک مرکز اور محور کی حیثیت رکھتا ہے جہاں زیارت کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد ہر وقت موجود رہتی ہے۔خانہ کعبہ یابیت اللہ کی تاریخی اور دینی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خانہ کعبہ کو کائنات میں سب سے پہلا گھر ہونے کا شرف حاصل ہے۔اس خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے بے شمار انبیاء علیہم السلام ،اولیاء عظام اور صالحین نے اس مبارک شہر مکّہ کا رخت سفر باندھا۔(3) یہیں پر وہ مسجد الحرام (4) ہے جس کے وسط میں خانہ کعبہ ہے یہاں پرادا کی جانے والی نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ہم نے اسی مسجد الحرام میں اللہ کا مقدس گھر"بیت اللہ (خانہ کعبہ) کی تعمیر" کو اپنے مقالے کا موضوع بنایا ہے لیکن اپنے مقالے کو صرف خانہ کعبہ کی تعمیر تک محدود رکھا ہے۔کیونکہ خانہ کعبہ کی پوری تاریخ لکھنا یہ انتہائی مشکل اور بھاری کام ہے اور یہ مختصر مقالہ اس بات کا متقاضی نہیں ہوسکتا کہ اس کے ہر ہر پہلو کا احاطہ کیا جائے ۔اس لیے مقالے میں کسی حدتک خانہ کعبہ کی مشہور تعمیرات پرروشنی ڈالی گئی ہے۔تاہم اس کے ساتھ ساتھ جوار خانہ کعبہ جس میں حجراسود ،مقام ابراہیم، حطیم، غلاف کعبہ شامل ہیں۔جن کی اپنی مذہبی اور تاریخی اہمیت ہے، جو خانہ کعبہ ومطاف سے ملحق ومتصل ہیں،ان کی تاریخ بھی بطور مناسبت بیان کردی گئی ہے۔اگرچہ کہ خانہ کعبہ کا ایک ایک جزو مقدس اور بابرکت ہے لیکن اس کے مذکورہ مقامات اپنی خاص پہچان رکھتے ہیں۔

اسمائے کعبہ

خانہ کعبہ، جو دنیا میں خدا کا پہلا گھر اور مسلمانوں کا قبلہ ہے، ہمیں اس کے مختلف اسماء ملتے ہیں کچھ تو قرآن مجید نے بیان کیے ہیں اور کچھ اسمائے کعبہ علماء نے لکھے ہیں جیسے:

1۔کعبہ

پہلا نام خانہ کعبہ کا "کعبہ" ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو محترم مکان اور لوگوں کے لیے قیام کا سبب بنایا"[5] عربی میں کعبہ کے معنی چوکور، بلند اور منفرد کے ہیں یہ سب معانی کعبہ پر منطبق ہوتے ہیں۔[6] علماء کے نزدیک یہ نام کعبے کی تکعیب یعنی مربع ہونے کی وجہ سے پڑ گیا۔لغت کے اعتبار سے بھی ہر بلند اور مربع عمارت کو کعبہ کہتے ہیں[7] جبکہ مولانا عبدالماجد دریابادی نے ارض قرآن میں کعبہ کے لغوی معنی بلند مقام کے بیان کیے ہیں اور یہ بلندی ظاہری و معنوی دونوں کی جامع ہے۔[8] اسی طرح ایک اور جگہ کعبہ کے لغوی معنی چوکھنٹے کے ملتے ہیں۔چونکہ یہ گھر چوکھونٹا بنا تھا اور اب بھی اسی طرح ہے۔اس لیے کعبہ کے نام سے مشہور ہے۔[9]

2۔البیت الحرام

کعبہ کا ایک اور نام "بیت الحرام" بھی ملتا ہے۔قرآن پاک میں بیت الحرام یا مسجد حرام کا ذکر مختلف مفاہیم میں بیان ہوا ہے۔علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے۔بعض کے نزدیک نفسِ کعبہ مراد ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ترجمہ: "اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر"۔[10] اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد کعبہ شریف، اس کے ارد گرد کی جگہ (مطاف) نیز مسجد حرام کے اطلاق میں وہ صحن بھی شامل ہیں جو مسجد کے ارد گرد نماز کے لیے تیار کیے گئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ترجمہ: "پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گئی۔"[11]

بعض نے کہا کہ پورا مکہ شہر مراد ہے اور اپنی بات کے استدلال میں قرآن کی یہ آیت پیش کرتے ہیں ترجمہ: "مشرک ناپاک ہیں مسجدِ حرام کے قریب نہ جائیں۔"[12] گویا مسجد حرام سے یہاں مراد پورا حرم مکہ ہے۔

3۔بکّہ

کعبہ کا تیسرا مشہور نام "بکّہ" ہے بکّہ کے معنی پھاڑنا، ختم کردینا، چورچور کردینے کے ہیں کیونکہ یہ شہر ظالم وجابر لوگوں کے غرور کو توڑ دیتا ہے اور متکبرین کے تکبر کو ختم کردیتا ہے۔[13] سرکش لوگوں کی گردنوں کو توڑ دیتا ہے[14] یہ نام مکہ مکرمہ کا بھی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ترجمہ: "یقیناً سب سے پہلا مکان جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر کیا گیا وہ یہی مکان ہے جو مکہ میں ہے۔مبارک ہے اور لوگوں کے لیے موجب ہدایت۔"[15]

4۔البیت العتیق

چونکہ یہ گھر سرکش لوگوں کے تصرف سے آزاد رہا ہے۔جو بھی اس کو نقصان پہنچانا چاہے گا ہلاک ہو جائے گا۔اس لیے اس کو یہ نام دیا گیا[16] اس کے علاوہ عتیق کے مختلف معنی بھی ملتے ہیں جیسے محترم، بڑے رتبے والا، پہلا گھر، غرق نہیں ہوگا[17] جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ترجمہ: "اور چاہیے کہ وہ طواف کریں قدیم (اور محترم) گھر کا"[18]

5۔قبلۃ

کعبہ کو قرآن مجید میں "قبلۃ" بھی کہا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ترجمہ: "تو ہم اسی قبلہ کی طرف تمھیں پھیرے دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو"[19]

قبلہ کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ جس طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے۔

کعبے کے یہ نام جو سطور بالا میں بیان کیے گئے ہیں۔ مشہور و معروف ہیں۔اس کے علاوہ کعبے کے کچھ اور نام بھی ملتے ہیں جو علامہ الازرقی نے "اخبار مکہ" اور الفاسی نے "شفاء الغرام" میں بیان کیے ہیں۔[20]

کعبہ معظمہ کی مشہور تعمیرات

جیسا کہ اسمائے کعبہ کے متعلق سطور بالا میں بیان کیا جاچکا ہے اب ہم تعمیر کعبہ اور مختلف ادوار میں کعبہ کی تعمیرات کے متعلق بیان کریں گے ہمیں خانہ کعبہ کی تعمیر کے سلسلے میں جو مواد روایتاً یا درایتاً ملتا ہے۔اس سے اس بات کا صحیح پتہ لگانا تو مشکل ہے کہ کعبہ کن کن ادوار میں اور کون کون سے پیغمبروں کے زمانوں میں تعمیر ہوتا رہا۔تاہم جو کچھ مواد موجودہ کتابوں میں ملتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کعبہ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے بھی موجود تھا اور اس کی تعمیر تین مرتبہ (غیر تحقیقی) ہو چکی تھی۔اس سلسلے میں مورخین اور سیرت نگاروں نے مختلف روایات بیان کی ہیں۔ان میں سے ہر ایک روایت اثبات اور تحقیق کی محتاج ہے۔تاہم کچھ ایسی روایات بھی ہیں جن کے نصوص قطعی ہیں۔ان کی روشنی میں

(1) سب سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کی (2) حضرت آدمؑ نے بنایا (3) اور پھر تیسری مرتبہ حضرت شیثؑ نے بنایا (4) پھر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے تعمیر کی۔جس کا ذکر قرآن مجید کی سورہ بقرہ میں موجود ہے۔

(5) عمالقہ نے بنایا (6) جرہم نے تعمیر کیا۔(7) قصّی بن کلاب نے تعمیر کیا (8) قریش نے بنایا (9) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تعمیر کی (10) حجاج بن یوسف نے تعمیر کی (11) عثمانی سلطان مراد رابع ابن سلطان نے 1040ھ میں بنایا۔[21] (12) اس کے بعد سعودی حکمراں شاہ فہد بن عبدالعزیز نے 1417ھ میں بیت اللہ کی تعمیر کی۔

نیز ہم ان تعمیرات میں مقام ابراہیمؑ کی مناسبت سے تعمیر ابراہیم کا تفصیلی ذکر کریں گے۔اور ساتھ ہی قریش، ابن زبیر، حجاج بن یوسف، عثمانی ترکی سلطان مراد رابع اور سعودی حکمراں شاہ فہد بن عبدالعزیز کی تعمیرات کا کچھ حال جو معلوم ہو سکا ہے وہ بیان کریں گے۔

تعمیر ملائکہ

کعبے کی تعمیر کے سلسلے میں جو مختلف روایات مذکور ہیں ان میں سے ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ (1) اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کا مقام زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل متعین فرمایا۔پانی کی سطح پر صرف سفید جھاگ تھے اللہ نے اس کے نیچے زمین کو بچھادیا۔[22]

(2) جبکہ ایک اور روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے 2 ہزار سال پہلے فرشتوں نے تعمیر کیا[23] اس روایت کی تائید علامہ الازرقی سے بھی ہوتی ہے جو کعبہ کی پہلی تعمیر اور طواف فرشتوں سے منسوب کرتے ہیں۔اس حوالے سے تعمیر کعبہ اور طواف بیت اللہ کے سلسلے میں صاحب "اخبار مکہ" علامہ الازرقیؒ فرماتے ہیں کہ: "سیدنا زین

العابدینؒ سے سوال کیا گیا کہ طواف بیت اللہ شریف کا آغاز کیسے ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدمؑ کا ارادہ فرمایا اور فرشتوں سے اس کا ذکر کیا تو فرشتوں نے کہا یا اللہ ہم زیادہ حق دار ہیں۔ اللہ کی بارگاہ سے جواب ملا" میں وہ کچھ جانتا ہوں جس کا تمھیں علم نہیں ملائکہ نے محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا ہے۔ تین ساعات تک عرش کا طواف کیا اور عجز و انکساری میں مصروف رہے پھر اللہ نے ان پر نظر رحمت فرمائی اور انہیں بیت المعمور [24] کے طواف کا حکم دیا پھر فرشتوں سے فرمایا" گھر بناؤ جس طرح فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔ اس طرح زمین پر میرے بندے بھی اس گھر کا طواف کریں۔" [25]

غرض اس روایت کی روشنی میں فرشتوں کی تعمیر کعبہ کو اولین قرار دیا جا سکتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تعمیر کعبہ

خانہ کعبہ کی دوسری تعمیر حضرت آدمؑ سے منسوب ہے۔ حضرت آدم و حوّاء کو زمین پر اتارنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حضرت آدم و حوّاء کی طرف بھیجا اور ان کو کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ حضرت آدمؑ تلاش مقام میں آخر مکہ پہنچے۔ حضرت جبرئیل نے کعبہ کی جگہ بتائی اور ایک لکیر کھینچی۔ حضرت آدمؑ نے اس مقام کو کھودا۔ ساتھ ہی حضرت حوّاء بھی اس جگہ کی مٹی اٹھا کر پھینکتیں۔ بقول طبری انھوں نے بیت اللہ کی تعمیر میں پانچ پہاڑوں کے پتھر استعمال کیے (1) طور سیناء (2) طور زیتاء [26] (3) کوہ لبنان [27] (4) کوہ جودی (5) اور بنیاد میں حرا پہاڑ کا پتھر استعمال کیا۔ جب تعمیر مکمل ہو گئی تو ان کو طواف کا حکم دیا گیا آپ نے طواف کیا اور تمام مناسک حج ادا کیے (جو فرشتوں نے آپ کو سکھائے) تو اللہ کی طرف سے یہ وحی آئی کہ یہ اللہ کا روئے زمین پر پہلا گھر ہے اور تم اس کا طواف کرنے والے پہلے انسان ہو [28] صاحبِ "اخبار مکہ" علامہ الازرقی نے بھی تعمیر آدم پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے۔ [29]

تعمیر حضرت شیثؑ

حضرت آدمؑ کے بعد اور حضرت ابراہیمؑ سے قبل تعمیر کعبہ کے حوالے سے جو روایتیں ملتی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدمؑ کی اولاد نے ان کے بعد اس کی تعمیر کی۔ اس سلسلے میں علامہ الازرقی، وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کا انتقال ہوا تو آپ کے بیٹوں نے کعبہ کی تعمیر کی۔ آدمؑ کے بیٹوں میں سے حضرت شیثؑ کے بارے میں ملتا ہے کہ انھوں نے کعبہ کی تعمیر ثانی میں حصّہ لیا تھا۔ پتھروں اور گارے سے ایک مسقف مکان کی طرح عمارت بنا دی اور یہ عمارت نوحؑ کے وقت تک قائم رہی۔ مگر طوفان نوحؑ میں دیگر عمارتوں کے ساتھ یہ بھی غرق ہو گئی۔ [30] یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ آ گیا اور حضرت ابراہیمؑ کو حکم خداوندی ملا کہ تم خانہ کعبہ کی تعمیر کرو۔ چنانچہ چوتھی مرتبہ خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے کی۔

حضرت ابراہیمؑ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیلؑ کی تعمیر کعبہ

طوفان نوحؑ میں خانہ کعبہ کی عمارت ڈھ گئی تھی اور صدیاں بیت گئیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ مبعوث ہوئے۔ حضرت ابراہیمؑ اپنی زوجہ بی بی ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو اللہ کے حکم سے مکّہ میں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ جب خبر گیری کے لیے تیسری مرتبہ شام سے مکّہ آئے تو اللہ کا حکم تھا کہ تعمیر کعبہ کریں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے 30 سالہ بیٹے حضرت اسمٰعیل کو یہ حکم سنایا اور ان کی منشاء معلوم کی تو حضرت اسمٰعیل حکم خداوندی کی بجاآوری میں حضرت ابراہیم کی مدد کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت

جبرئیلؑ نے ایک ٹیلہ بتایا جسے کھودا گیا تو بیت اللہ کی بنیادیں ظاہر ہونا شروع ہو گئیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے اسی پر تعمیر اٹھانا شروع کر دی۔ اس واقعہ کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ترجمہ: "اور جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیل بیت اللہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے۔"(31)

اس آیت سے قرآن میں بنیادیں اٹھانے کا عنوان (نہ یہ کہ بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے) اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ سابقہ بنیادیں ظاہر کر دی گئیں اور پھر ان کو اٹھانے لگے(32) گویا اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بیت اللہ کا وجود حضرت ابراہیمؑ سے قبل تھا گو کہ عمارت کا ڈھانچہ منہدم ہو گیا تھا لیکن اس کی بنیادیں باقی تھیں اور اتنی مضبوط تھیں کہ ہزار ہا سال گذر جانے کے بعد بھی حضرت ابراہیمؑ نے انہیں پر دوبارہ عمارت کھڑی کی(33) دوران تعمیر حضرت اسمٰعیلؑ پتھر اٹھا کر لاتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ تعمیر کرتے جاتے تھے۔

علامہ الازرقی سے روایت ہے کہ آپ نے بھی خانہ کعبہ کی تعمیر پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے کی تھی (1) طور سیناء (2) طور زیتاء یہ دونوں پہاڑ بیت المقدس میں ہیں۔ (3) لبنان (شام میں ہے) (4) جودی (5) حرا۔(34) آپ نے ان پتھروں کو ایک دوسرے پر رکھ کر بیت اللہ کی تعمیر فرمائی۔

اس طرح جب دیوار بن کر کچھ اونچی ہوئی تو حضرت اسمٰعیلؑ ایک پتھر اٹھا کر لائے اور اس پر کھڑے ہو کر حضرت ابرہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کی معاونت کے ساتھ بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کیا یہاں تک کہ بنائے کعبہ اختتام پذیر ہوئی یہی مقدس پتھر "مقام ابراہیمی" ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جیسے جیسے تعمیر اوپر اٹھتی جاتی تھی۔ یہ پتھر بھی بلند ہوتا جاتا تھا یہ حضرت ابراہیمؑ کے معجزات میں سے ہے کہ اس پتھر پر آپ کے قدم کے نشان پڑ گئے جو آج تک باقی ہیں(35) اس مقدس پتھر "مقام ابراہیمؑ" کی نسبت قرآن میں اللہ ارشاد فرماتا ہے۔ ترجمہ: "اور مقام ابراہیمؑ کو مستقل نماز کی جگہ بنا لیا کرو۔"(36)

یعنی سب سے بڑا شرف اس پتھر کو یہ حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس پتھر کے قریب نماز کی جگہ بنالیں۔(37)

جب حضرت ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوگئے تو انہوں نے حضرت اسمٰعیل سے ایک ایسے پتھر کا مطالبہ کیا جسے بطور علامت کے رکھ سکیں تاکہ وہ آغاز طواف کے لیے بطور نشانی کے استعمال ہو سکے۔ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ اس پتھر (حجر اسود) کو بو قبیس پہاڑ (جو مکّہ میں ہے) سے لائے آپ نے اسے اس مقام پر رکھ دیا جہاں وہ اب قائم ہے۔ روایت ہے کہ یہ بہت زیادہ روشن تھا۔(38)

حدیث میں "حجر اسود" اور مقام ابراہیمؑ کے بارے میں ہے کہ "یہ دونوں جنت کے یاقوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نور کو کم کر دیا ورنہ یہ بڑے منور ہوتے۔"(39) کعبہ کی تعمیر کے بعد آپ نے اللہ سے یہ دعا کی۔ قرآن مجید میں اس دعا کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ: "اور جب کہ حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجیے اور مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچائے رکھیے۔"(40)

اس دعا میں دو نکات اہم اور قابل غور ہیں اوّل یہ کہ اس شہر یعنی مکہ کو امن والا بنا دیجیے۔ دوم: مجھ کو اور میری اولاد

کو بتوں کی پرستش سے بچائیے۔اللہ تعالیٰ نے ان دونوں دعاؤں کو مقبول فرمایا[41] تعمیر کعبہ کے بعد حضرت جبرئیل نے حج کے تمام مقامات دکھائے پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ لوگوں کو حج کے لیے پکاریں۔[42]

اس پر حضرت ابراہیم نے کہا: پروردگار! میری آواز لوگوں تک کیسے پہنچ سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا "آپ پکاریئے ہم آپ کی پکار کو لوگوں تک پہنچادیں گے۔"آپ نے داہنے، بائیں، شمال وجنوب میں منہ کرکے آواز دی اور لوگوں نے لبیک کہی۔خود حضرت ابراہیمؑ ہر سال حج کے لیے آیا کرتے۔بعدازاں تمام انبیاء اور ان کی امتیں حج کے لیے آتے رہے۔[43]

کعبہ کی تعمیر کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ خانہ خدا کی خدمت پر مامور ہوئے پھر حضرت اسمٰعیل کے بعد خانہ خدا کی خدمت متواتر بنو اسمٰعیل ہی میں منتقل ہوتی چلی گئی۔

تعمیر ابراہیمیؑ کی خصوصیت

حضرت ابراہیمؑ نے حضرت آدمؑ کی بنیاد پر بنیاد رکھی۔آپ نے کعبہ کی دو رکن رکھے تھے۔رکن اسود اور رکن یمنی۔حجر (حطیم) کی جانب کوئی رکن نہ تھا۔وہ نصف دائرہ کی شکل میں گول تھا۔حجر اسمٰعیل[44] کو گول اس لیے بنایا تھا کہ کعبہ کی سامنے والی دیوار بھی گول تھی۔حجر کی جانب پیلو کی چھت تھی۔جہاں حضرت اسمٰعیلؑ کی بکریاں بندھتی تھی۔خانہ کعبہ کا کوئی دروازہ نہ تھا۔بلندی نو ہاتھ تھی اور نہ اس کی چھت تھی جہاں آج کل دروازہ ہے۔یہ دیوار بتیس ہاتھ تھی اور اس کے مقابل کی دیوار اکتیس ہاتھ تھی۔وہ دیوار جہاں حجر کی جانب پرنالہ ہے بائیس ہاتھ چوڑی تھی اور اس کے مقابل کی دیوار بیس ہاتھ۔بہت سے مورخین نے خانہ کعبہ کی تاریخ لکھتے ہوئے تعمیر ابراہیمی میں خانہ کعبہ کے دو دروازوں کا ذکر کیا ہے جبکہ مورخ محمد طاہر الکردی نے اس بات کو رد کیا ہے اور اس حوالے سے لکھا ہے کہ: آپ نے کعبہ کی مشرقی دیوار میں صرف کشادگی رکھی تھی تاکہ خانہ کعبہ کے داخلے کی راہ معلوم ہوسکے چونکہ مکہ میں سوائے حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ اور جرہم قبیلے کے کوئی اور نہ تھا اور چونکہ خانہ کعبہ کا اندرونی حصّہ کچا تھا۔لہٰذا کسی چھت یا دروازے کی ضرورت ہی نہ تھی اور نہ ہی کھلنے اور داخل ہونے کے لیے علیحدہ علیحدہ دروازوں کی ضرورت تھی۔[45] وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ بڑے دیانت دار تھے۔خیانت اور چوری سے آشنا نہ تھے۔نہ ان کے پاس سونا چاندی تھا، نہ وہ لوگ مضبوط محلات میں رہتے تھے۔[46] خانہ کعبہ کے اندر آپ نے داہنی جانب ایک گہرا گڑھا کھودا تھا جو کنوئیں کی مانند تھا۔یہ نذر و نیاز کے لیے خزانہ تھا۔اس کی گہرائی تین گز تھی۔[47]

مختصر یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر کعبہ بغیر مٹی اور چونے کی تھی۔آپ نے کعبہ کو بغیر گارے، چونے، دروازے اور چھت کے اس لیے بنایا تھا۔چونکہ اس دور میں مختلف قسم کے آلات، لوہے کا سامان، کیلیں اور لکڑی چیرنے کے اوزار نہ تھے۔

خانہ کعبہ کی بعد کی تعمیریں

دورجاہلیت میں

تعمیر ابراہیمی کے بعد اور قریش سے پہلے کی تعمیروں کا پتہ بھی روایتاً ملتا ہے۔جس میں خاص طور پر حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر کے بعد جب ان کا تیار کردہ کعبہ گر گیا تو قبیلہ جرہم نے اس کو تعمیر کیا۔قبیلہ جرہم میں سے جس شخص نے کعبہ کو تعمیر کیا اس کا نام الحارث بن مضاض الاصغر تھا۔[48] جب مرور زمانہ سے کعبہ کی عمارت پھر منہدم ہوگئی تو عمالقہ نے تعمیر کیا۔پھر قصّی بن کلاب نے کیا۔بعدازاں قریش نے کعبہ کی تعمیر کی۔لیکن اس عرصے میں کعبہ جو ازمنہ قدیم سے مرجع خلائق تھا۔مشرکانہ رسومات

کی پیوند کاری لگا چکا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ جنھوں نے بیت اللہ کو تعمیر کر کے اس کو اسلامی تحریک کا مرکز و منبع بنایا تھا اور یہاں اپنے سب سے بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو بٹھایا تھا، تاکہ آپ کے وصال کے بعد وہ اس تحریک اسلامی کو جاری رکھیں۔ لیکن حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد چند صدیاں بھی نہیں گذری تھیں کہ یہ لوگ اپنے بزرگوں کی تعلیم اور ان کے طور طریقے سب بھول گئے اور رفتہ رفتہ ان لوگوں میں وہ سب گمراہیاں اور ضلالتیں پیدا ہو گئیں جو دوسری جاہل اقوام میں پھیلی ہوئی تھی۔ اسی کعبہ میں جسے ایک خدا کی وحدانیت کے لیے دعوت و تبلیغ کا مرکز بنایا تھا، سینکڑوں بت رکھ دیئے گئے اس پر بھی انہیں صبر نہ آیا اور انہوں نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے بھی بت بنا ڈالے۔ یہاں تک کہ حضرت مصطفیٰ ﷺ کی پیدائش کے وقت خانہ کعبہ میں خدا کی پرستش کی بجائے بت پرستی ہوتی تھی اور طواف کعبہ میں بھی روح ابراہیمی کے خلاف عمل ہوتا تھا[49] اس بات کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: "اور ان کی نماز (عبادت) خانہ کعبہ کے پاس تالیاں بجانا اور سیٹیاں بجانا تھی۔"[50]

غرض طواف کعبہ میں مشرکانہ رسوم شروع کر دی گئیں۔ یہاں تک کہ اسلام سے قبل قریش اور عرب کے دوسرے قبیلوں کے لوگ برہنہ ہو کر طواف کرتے۔[51] گویا کعبہ کی جو اصل غرض و غایت تھی وہ اب باقی نہیں رہی تھی۔

دور جاہلیت میں قصّی کی تعمیر کعبہ اور جوار کعبہ

جیسا کہ سطور بالا میں بیان کیا جا چکا ہے کہ قریش سے پہلے کی تعمیروں کا پتہ روایتاً ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قصّی بن کلاب جو پانچویں پشت میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دادا تھے۔ جب ان کو کعبہ کی تولیت حاصل ہوئی تو انھوں نے قدیم عمارت کو گرا کر نئے سرے سے تعمیر کی اور کھجور کے تختوں کی چھت پاٹی۔ ابھی تک خدا کا یہ گھر ایسا سادہ تعمیر ہوا تھا کہ نہ چھت تھی، نہ کواڑ، نہ چوکھٹ بازو تھے بعض روایتوں میں ملتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر کے بعد قریش میں قصّی بن کلاب پہلا شخص تھا جس نے کعبہ کو از سر نو تعمیر کیا۔[52] جب حضرت ابراہیمؑ مکّہ میں آئے تھے اور خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی تھی تو خانہ کعبہ کے ارد گرد کوئی چار دیواری نہ تھی، اور نہ ہی کسی کا کوئی گھر تھا۔ البتہ بنو جرہم وغیرہ کے کچھ قبیلے مکّہ کی گھاٹیوں کے اندر رہتے تھے وہ لوگ خانہ کعبہ کے احترام کی وجہ سے وہاں مکان نہیں بناتے تھے۔ لیکن جب قصّی بن کلاب کعبہ کا متولی ہوا تو اس نے اپنی قوم (قریش) سے کہا کہ خانہ کعبہ کے ارد گرد اپنے مکان بناؤ کیونکہ اگر تم بیت اللہ کے پاس رہے تو لوگ تم سے ڈریں گے اور تمھارے قتال سے بچیں گے۔ سب سے پہلے قصّی نے کعبہ کے شمال میں دار الندوہ (جو قریش کی پارلیمنٹ تھی جہاں تمام بڑے اور اہم معاملات کے فیصلے ہوتے تھے) تعمیر کیا۔ پھر بقیہ اطراف کو مختلف قبائل قریش میں باہم تقسیم کر دیا۔ لہٰذا تمام قریشیوں نے خانہ کعبہ کے ارد گرد مکان بنوالیئے اور سب نے اپنے دروازے حرم کی جانب رکھے۔ طواف کرنے والوں کے لیے بقدر مطاف جگہ چھوڑ دی اور ہر دو گھروں کے درمیان ایک راستہ بنایا جو مطاف کی طرف کھلتا۔ ان لوگوں کے گھر خانہ کعبہ سے کم بلند تھے کیونکہ وہ خانہ کعبہ سے اونچا مکانوں کو بلند کرنے کو بے ادبی تصور کرتے تھے۔ شیبہ بن عثمان (خانہ کعبہ کے تمام مجاوروں کا سلسلہ نسب اسی شبہ تک پہنچتا ہے) جب کسی گھر کو خانہ کعبہ سے بلند دیکھتا تو اسے گرا دیتا۔[53] اس طرح کعبہ کا تقدس باوجود مشرکانہ رسوم کے اس دور میں بھی قائم تھا۔

قریشی تعمیر کعبہ

خانہ کعبہ کی تعمیر کی مستند تاریخ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے سے شروع ہوتی ہے۔اس سلسلے میں مشہور ہے کہ قریش مکہ نے بعثت سے پانچ سال پہلے یعنی آپ کی ولادت کے پینتیس (35) سال بعد کعبہ کی مشترکہ طور پر تعمیر کی تھی۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک عورت نے کعبہ کو دھونی دی تو ایک شرارہ غلاف کعبہ پر بیٹھ گیا اور آگ لگ گئی۔ہر سمت سے دیواریں پھٹ کر کمزور ہو گئیں۔قریش کی تعمیر سے پیشتر کعبہ کی تعمیر میں مٹی یا چونا لگایا گیا تھا۔باہر کی جانب دیواروں کے اوپر سے پردے ڈالے جاتے تھے۔قریش نے اب کعبہ کی تعمیر گارے سے کی اور جس نے یہ عمارت گارے سے بنائی اس کا نام باقوم رومی تھا(54) ولید بن مغیرہ کو ناظم تعمیرات مقرر کیا گیا۔اس تعمیر میں حلال مال خرچ کرنے کا اہتمام کیا گیا۔(55) اب تک کعبے کی قدیم عمارت جو قدآدم اونچی اور غیر مسقف تھی۔دھلیز زمین کے برابر تھی۔جس کی وجہ سے سیلابوں کا پانی آسانی سے اندر داخل ہو سکتا تھا۔ اس دفعہ تعمیر اس طرح کی کہ باری باری سے ایک تہہ پتھر کی اور ایک لکڑی کی بنائی گئی(56) انہوں نے اپنی تعمیر میں یہ تبدیلیاں کیں کہ کعبہ کو حجر (حطیم) کی جانب سے چھ ہاتھ اور ایک بالشت کم کر دیا۔کیونکہ حلال مال سے جو چندہ انہوں نے تعمیر کے لیے جمع کیا تھا وہ کافی نہ تھا۔اس لیے قریش نے حجر کے پیچھے سے ایک چھوٹی سی گول دیوار بنا دی تاکہ لوگ اس کے پیچھے سے طواف کریں۔اس کے دروازے کو زمین سے بلند کر دیا اور پتھروں سے اسے مضبوط کر دیا، تاکہ سیلاب اس کے اندر داخل نہ ہو سکے۔اب کعبہ کے اندر داخل ہونے کے لیے سیڑھی درکار تھی تاکہ وہ جسے چاہیں جانے دیں اور جسے چاہیں نہ جانے دیں۔ انہوں نے دروازہ ایک ہی رکھا تھا۔غار کعبہ کو بھی باقی رکھا جو حضرت ابراہیمؑ کے تعمیر کعبہ کے زمانہ سے بطور "خزانہ کعبہ" کے استعمال ہوتا تھا۔خانہ کعبہ کے اندر انہوں نے دو حصّوں میں چھ ستون رکھے تھے۔ہر صف میں تین ستون تھے۔ایک چھت اور ایک پرنالہ تھا جو حجر اسمٰعیل (حطیم) کی جانب گرتا تھا(57) اسے عرف عام میں "میزاب رحمت" کہتے ہیں اس تعمیر کعبہ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ حجر اسود کو نصب کرنے کا شرف آپ ﷺ کو حاصل ہوا۔(58)

یوں یہ عہد نبوی کی تعمیر قریش تکمیل پذیر ہوئی اور تمام معاملات بطریق احسن تکمیل کو پہنچے۔

عبداللہ بن زبیرؓ کی تعمیر کعبہ

قریش کی تعمیر کعبہ کے بعد کعبہ کو دوبارہ تعمیر کرنے کی سعادت عبداللہ بن زبیرؓ کے حصّے میں آئی۔آپ نے تعمیر کعبہ کو حضور اکرم ﷺ کی خواہش کے مطابق بنوایا۔ایسا انہوں نے حضرت عائشہؓ کی حدیث پر کیا۔(59) کعبہ کو از سر نو تعمیر کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ بن زبیرؓ کے مدعی خلافت ہونے کے باعث حصین بن نمیر نے مکّے کا محاصرہ کر لیا اور منجنیق سے شہر اور حرم پر پتھروں کی بارش کر دی۔اس سے بیت اللہ کی عمارت کو بڑا نقصان پہنچا۔اسی اثنا میں آتشزدگی سے نہ صرف بیت اللہ جل گیا بلکہ حجر اسود بھی تین ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ابن زبیر نے ان ٹکڑوں کو چاندی کی پٹی کے ساتھ باندھ دیا۔اموی لشکر کے چلے جانے کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ نے تعمیر کعبہ کے لیے تین دن تک استخارہ کرنے کے بعد کعبہ کو بالکل زمین کے برابر کر دیا اور حضرت ابراہیمؑ کی بنیاد کو بھی کھدوایا تو دیکھا کہ وہ چھ ہاتھ اور ایک بالشت حجر اسمٰعیل میں داخل ہے۔لہٰذا آپ نے انہی کی بنیادوں پر کعبہ کو تعمیر کیا۔حضرت عائشہؓ سے مروی ایک حدیث نبوی کی تعمیل کرتے ہوئے(60) حجر (حطیم) کو عمارت میں شامل کر دیا گیا۔اور فرش کے برابر دو دروازے رکھے گئے۔ایک دروازہ داخلے کے لیے اور ایک باہر جانے کے لیے بنایا۔ہر دروازے کی لمبائی

گیارہ ہاتھ تھی اور ہر ایک کے دو کیواڑ تھے آپ نے کعبہ کے چار ستون بنائے آپ کے زمانے میں یہ چاروں ستون طواف کے وقت چومے جاتے تھے۔ آپ نے رکن شامی کی طرف ایک زینہ اوپر جانے کے لیے بنایا تھا۔ اور اسے سونے سے مزین کیا تھا اور چھت پر پرنالہ رکھا تھا جو حجر میں گرتا تھا[61] "خزانہ خانہ کعبہ "[62] جو حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے کعبہ کے غار میں تھا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اسے بند کر دیا اور خزانہ کو شیبہ بن عثمان کے گھر منتقل کر دیا۔ لہٰذا خانہ کعبہ کے تحفے وہیں محفوظ کیے جانے لگے۔[63]

ابن زبیرؓ کی تعمیر کعبہ کے حوالے سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن زبیر نے خانہ کعبہ کی تعمیر چونے سے کرائی تھی جو یمن سے منگوایا گیا تھا۔ بعض نے لکھا ہے کہ آپ نے تعمیر پگھلے ہوئے رنگ سے کرائی تھی جس میں درس ملی ہوئی تھی (درس ایک قسم کی زرد گھاس ہوتی ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں اور جو یمن میں پیدا ہوتی ہے) جب آپ تعمیر سے فارغ ہوگئے تو آپ نے اس کے اندر مشک وغیرہ بھروایا اور دیواروں کو باہر کی جانب مشک سے لپوایا اور دیبا کا پردہ ڈلوایا[64] مگر یہ تبدیلیاں فقط تھوڑے عرصے تک قائم رہی کیونکہ حجاج بن یوسف نے آپ کو قتل کر کے کعبہ کو ویسا ہی بنا دیا جیسا کہ قریش نے تعمیر کیا تھا۔

حجاج بن یوسف کی تعمیر کعبہ

74ھ میں حجاج بن یوسف نے مکے کی تسخیر کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کر دیا اس نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے اتفاق رائے سے حجر (حطیم) کو پھر کعبہ سے جدا کر دیا اور مغربی دروازہ بند کر دیا۔ بعدازاں جب خلیفہ عبدالملک بن مروان کو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی حدیث کا علم ہوا تو اس نے اس پر اظہار ندامت کیا اور کہا کہ بہتر ہوتا کہ میں کعبے کو ابن زبیرؓ کی بنا کردہ حالت پر چھوڑ دیتا۔ اس طرح کعبے نے عملاً پھر وہی صورت اختیار کر لی جو آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں تھی اور یہی شکل آج تک چلی آرہی ہے۔[65]

سلطان مراد خان رابع کی تعمیر کعبہ

سلطان مراد رابع۔ سلاطین آل عثمان سے تھا۔ اس کے دور میں تعمیر کعبہ کا سبب یہ ہوا کہ مکہ اور اس کے اطراف میں شدید بارش ہوئی تو سیلاب مسجد حرام میں داخل ہو گیا اور خانہ کعبہ کے دروازے کے قفل سے بھی دو میٹر اوپر ہو گیا۔ سیلابی پانی کعبۃ اللہ کی نصف دیواروں تک اندر داخل ہو گیا۔ کعبہ کی شامی دیوار اور مشرقی و غربی دیواروں کا بعض حصہ نیچے گر گیا۔ کعبہ کی چھت کو بھی نقصان پہنچا۔ اور چھت کا کچھ حصہ بھی منہدم ہو گیا۔ اس واقعہ کی خبر عثمانی سلطان مراد رابع کو ہوئی اور کعبے کو پہنچنے والے نقصانات کا پتہ چلا تو اس نے تعمیر کعبہ کا حکم دیا اور قریش اور حجاج بن یوسف کا طرز تعمیر اختیار کیا۔ اس طرح اس کی تعمیر 1040ھ میں مکمل ہوئی۔ سلطان مراد کے عہد کی یہی تعمیر دور جدید تک باقی چلی آرہی ہے۔[66]

اس طرح 1040ھ تک خانہ کعبہ کی تعمیر گیارہ بار ہوئی اگر ہم ان تمام تعمیرات کا جائزہ لیں اور ہر تعمیر کا دوسری تعمیر کے درمیان، مدت یا فاصلے کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر اور قریش کی تعمیر کے درمیان دو ہزار چھ سو پینتالیس 2645 سال کا فاصلہ ہے، اسی طرح قریش اور ابن زبیر کی تعمیر کے درمیان بیاسی 82 سال کا فاصلہ ہے۔ حجاج اور ابن زبیر کی تعمیر کے درمیان دس سال کا اور حجاج اور سلطان مراد کی تعمیر میں نو سو چھیاسٹھ سال کا فاصلہ ہے۔[67]

اتنے طویل عرصہ میں اتنی تھوڑی بار خانہ کعبہ کا محتاج تعمیر ہونا، جائے تعجب ہے گو تعمیرات میں اختلاف ہوتا رہا۔ مگر ابراہیمی بنیادوں ہی پر خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی۔ ہاں کبھی کبھی لمبائی، چوڑائی یا اونچائی میں کمی زیادتی ہو گئی۔ اگرچہ عوام کا جذبہ احترام

کسی قسم کی معتدبہ تبدیلیوں کا ہمیشہ مخالف رہا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ خانہ کعبہ اگر مرمت طلب ہو جائے تو اس کو یونہی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے زمانے میں بیت اللہ قابل مرمت ہو گیا تو آپ نے علماء واشراف کو جمع کیا۔ بعض نے تعمیر کی مخالفت کی اور بعض نے تائید کی۔ مگر ابن زبیر نہ مانے اور حضرت عائشہؓ کی حدیث کے مطابق کعبہ کی تعمیر کی۔ مگر جب عباسی خلیفہ منصور یا مہدی یا ہارون الرشید نے ابن زبیرؓ کی تعمیر کے مطابق تعمیر کرانی چاہی تو حضرت امام مالکؒ نے منع کر دیا کہ خانہ کعبہ کو بادشاہوں کے لیے کھیل نہ بنائیے۔ اسی طرح سلطان احمد بن سلطان، محمد بن مراد بن سلیم نے بھی از سر نو تعمیر کعبہ کرانے کا ارادہ کیا اور یہ چاہا تھا کہ ایک اینٹ پر سونا چڑھا ہوا ہو اور دوسری پر چاندی مگر علماء نے ایسا کرنے سے روک دیا۔ لہٰذا اس نے ٹوٹی ہوئی دیوار پر پیتل کا گھیر الگوا دیا۔[68] لیکن اگر خانہ کعبہ کی تعمیر میں کسی قسم کا خلل واقع ہو جائے تو اس کی مرمت ضروری ہے اور اس کی تعمیر میں لکڑی، پتھر، کوئلہ، مٹی، لوہا اور سیمنٹ وغیرہ لگا سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اصلاح کرنے والوں کو ہلاک نہیں کرتا[69] غرضیکہ اگر اللہ چاہتا تو وہ اپنے گھر کو شکست وریخت سے محفوظ رکھتا۔ مگر اس نے خانہ کعبہ کو وہ تقدس وہیبت عطا کی ہے کہ دنیا کے لوگ وہاں آتے ہیں اور روتے پیٹتے ہیں، دعائیں مانگتے ہیں اور عجز وانکساری کا اظہار کرتے ہیں۔

سعودی دور حکومت میں کعبہ کی تجدید وترمیم

خانہ کعبہ کی تجدید وترمیم کا جو کام سلطان مراد عثمانی ترکی نے کروایا تھا۔ اس کو 375 سال کی طویل مدت گذر چکی تھی۔ لہٰذا اب عمارت کی حالت ایسی تھی کہ اس کی تجدید وترمیم ضروری تھی۔ اس لیے سعودی دور حکومت میں کعبہ کی تجدید وترمیم کا کام شروع ہوا۔ اس کام کا شرف بن لادن کمپنی کو حاصل ہوا۔ اس کے لیے خادم الحرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز نے محرم 1417ھ کو کعبہ کی تجدید وترمیم کا حکم دیا۔ یہ کام شروع ہو کر چھ ماہ کے عرصے میں مکمل ہوا۔ بنیادوں کو مزید مضبوط کیا گیا۔ شاذروان کی مرمت کی گئی۔ دیواروں کی بیرونی جانب کو ہموار کیا گیا۔ پتھروں کے درمیان مسالہ نکالہ کر نیا سیمنٹ مسالہ لگایا گیا۔ کعبہ کی دونوں چھتوں[70] کو از سر نو تعمیر کیا گیا۔ اندر کے ستونوں کو لکڑی سے بنایا گیا۔ اس طرح کعبہ کی ترمیم کا کام تکمیل کو پہنچا۔

مختصر یہ کہ مختلف ادوار میں خانہ کعبہ میں شکست وریخت ہوتی رہی اور حکومت وقت اس کی تعمیر ومرمت کراتی رہی اور ہر تعمیر کے بعد خانہ کعبہ کی شان اور تقدس میں اضافہ ہوتا رہا۔ نیز کعبہ کی ترمیم وتجدید کے ساتھ ساتھ سعودی دور حکومت میں مسجد حرام کی توسیع وتجدید کا منصوبہ بھی شروع کیا گیا جو تاریخ کا سب سے بڑا منصوبہ تھا۔ اور آج بھی موجودہ سعودی حکمراں شاہ سلمان نے توسیع کے اس منصوبے کو پورے عزم کے ساتھ جاری رکھا ہوا ہے۔ اس طرح شاہ عبدالعزیز کے دور سے مسجد الحرام کی توسیع اور آرائش وزیبائش کے لیے شروع ہونے والے کام کا سلسلہ ہنوز آج تک جاری وساری ہے۔ چونکہ مسجد الحرام کی توسیع وتجدید کا یہ منصوبہ کئی مراحل پر مشتمل ہے۔ لہٰذا طوالت کے باعث یہاں صرف تذکرہ کیا گیا ہے۔[71]

جوار کعبہ

بناء تعمیر کعبہ اور مختلف ادوار میں کعبہ کی تعمیرات سے متعلق سطور بالا میں اجمالی طور پر بیان کیا جا چکا ہے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ اور کعبہ سے متصل مقدس مقامات کا بھی مختصراً تذکرہ کیا جائے۔

کعبہ کا نام جو دراصل اسم علم نہیں، خانہ کعبہ کی مکعب نما شکل سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر کعبہ کا عمارتی جغرافیہ دیکھیں تو یہ عمارت صرف سرسری نظر میں مکعب نما ہے۔ ورنہ حقیقت میں اس کا نقشہ ایک بے باقاعدہ مستطیل کا ہے۔ وہ دیوار جس کا رخ شمال مشرقی سمت میں ہے اور جس میں دروازہ لگا ہوا ہے (یعنی کعبہ کے سامنے کا رخ) اور مقابل دیوار یعنی (کعبے کی پشت) دونوں چالیس فٹ طویل ہیں۔ جب کہ دوسری دو دیواریں پینتیس پینتیس فٹ، بلندی پچاس فٹ ہے۔ ان چاروں دیواروں کی یکساں طوالت نہ ہونے کی وجہ سے کعبہ مربع کی بجائے مستطیل نما ہے۔ کعبہ کی عمارت میں سیاہی مائل بھورے رنگ کے پتھروں کے ردے استعمال کیے گئے ہیں جو مکے کے ارگرد کے پہاڑوں میں ملتا ہے عمارت کی کرسی (شاذروان) سنگ مرمر کی ہے۔ یہ دس انچ چوڑی یا اونچی اور کوئی فٹ بھر دیواروں سے باہر نکلی ہوئی ہے۔ کعبے کے مرکز سے اگر چار خط (لکیریں) چاروں کونوں (ارکان) سے گذرتی ہوئی کھینچی جائیں تو وہ کم و بیش قطب نما کی چار جہتوں کا پتہ دیتی ہیں۔ [72] اگر چاروں دیواروں کے مرکزوں سے عمودی خط کھینچے جائیں تو ان کی سمت شمال مشرق، شمال مغرب، جنوب مغرب اور جنوب مشرق ہو گی۔ کعبہ کا شمالی کونہ "الرکن العراقی" کہلاتا ہے۔ مغربی "الرکن الشامی، جنوبی الرکن الیمانی اور مشرقی رکن کو حجر اسود کی رعایت سے "الرکن الاسود" کہتے ہیں۔ [73]

حجر اسود

کعبہ کے مشرقی جنوبی کونہ میں زمین سے تقریباً 4 فٹ بلند حجر اسود نصب ہے۔ جس کے اوپر چاندی کا خول چڑھا ہوا ہے یہ کالا پتھر یا حجر اسود اپنے قطر میں آٹھ انچ ہے۔ اس کے متعلق یہ ایمان ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب خانہ کعبہ کی تجدید کی تھی تو اس وقت یہ متبرک پتھر آغاز طواف کے لیے بطور نشانی کے لگایا تھا۔ اور یہ متبرک پتھر حضرت آدمؑ کے وقت سے چلا آرہا ہے۔ [74] الازرقی "اخبار مکہ" میں حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ "جب حضرت آدمؑ آسمان سے اتارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ حجر اسود اور مقام ابراہیم کو بھی اتارا، تاکہ آدم ان کے ساتھ مانوس رہیں۔ [75] طوفان نوح کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کو جبل بوقبیس پر محفوظ رکھا۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ تعمیر کیا تو جبرئیل نے حجر اسود کو لا کر اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔ [76] علماء اور محققین کے مطابق حجر اسود کوئی عام پتھر نہیں بلکہ جنت کے پتھروں میں سے ایک اعلیٰ قسم کا پتھر یعنی یاقوت ہے۔ ابتدا میں روایات کے مطابق یہ نہایت روشن اور دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ اس کی تائید حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ: "حجر اسود جنت سے آیا ہوا پتھر ہے۔ یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ بنو آدم کے گناہوں نے اس کو کالا کر دیا۔" [77] بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مبارک پتھر کا وہ حصّہ جو دیوار کے اندر رہے وہ سفید ہی ہے جیسا کہ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بیت اللہ کو دوبارہ تعمیر کی غرض سے منہدم کیا تو میں نے دیکھا کہ حجر اسود کا وہ حصّہ جو دیوار کے اندر تھا وہ سفید ہے۔ [78] معلوم ہوا کہ بنی آدم کے گناہوں کے سبب صرف بیرونی حصّہ سیاہ ہے اور اسی وجہ سے اس کو حجر اسود (کالا پتھر) کہا جاتا ہے۔ سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر نے حجر اسود پر چاندی چڑھوائی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خانہ کعبہ میں آگ لگ گئی تھی جس کی وجہ سے رکن اسود بھی جل گیا تھا اور پھٹ کر تین ٹکڑے ہو گیا تھا۔ لہٰذا آپ نے اسے چاندی سے بندھوا دیا۔ پھر 1268ھ میں عثمانی سلطان عبدالمجید خان نے سب سے پہلے حجر اسود کو سونے میں مڑھوایا۔ پھر 1281ھ میں سلطان عبدالعزیز خان نے اسے چاندی سے مڑھوایا۔ پھر 1331ھ میں اس کی چاندی موجودہ چاندی سے بدلی گئی

اور اب یہ سلور کے خول میں محفوظ ہے۔[79] حجر اسود کی رنگت سرخی مائل سیاہ ہے جس میں سرخ اور زرد ریزے جھلکتے ہیں۔

ملتزم

کعبہ کی دیوار کا وہ حصّہ جو حجر اسود اور دروازے کے درمیان ہے ملتزم (جہاں چمٹا جائے) کہلاتا ہے۔ یہ قبولیت کی جگہ ہے۔ اس مقام پر دُعا قبول ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حجر اسود اور دروازہ کے درمیان آدمی جو بھی دعا کرتا ہے اس کی قبولیت کے آثار دیکھ لیتا ہے (یعنی اس کی دعا قبول ہوتی ہے)۔[80]

میزاب رحمت

کعبے کے باہر کی طرف ایک سنہری پرنالہ (میزاب) جو حطیم کی سمت یعنی شمال مغربی دیوار کے بالائی کنارے سے نیچے نکلا ہوا ہے۔ جس کا لٹکا ہوا سرا میزاب کی داڑھی کہلاتا ہے۔ یہ پرنالہ "میزاب الرحمۃ" کے نام سے موسوم ہے۔ بارش کا پانی پرنالے کے ذریعے نیچے پتھر کے فرش پر گرتا ہے جو اس جگہ پچی کاری سے مزین ہے۔ کعبے کے چاروں طرف سنگ مرمر کا فرش ہے۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اس کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے۔ 1417ھ میں جب سعودی فرمانروا خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز نے کعبہ کی تجدید کرائی تو اس پرنالہ (میزاب رحمت) کو از سر نو تیار کیا گیا۔ اور اس کو طول و عرض سابقہ پرنالہ کے مطابق ہی رکھا گیا جس کو سلطان عبدالحمید خان عثمانی نے 1273ھ میں بیت اللہ کی چھت پر نصب کرایا تھا اس پرنالہ کی دونوں جانب منڈیر پر نوکدار میخیں گاڑ دی گئیں تا کہ پرندے اس پر نہ بیٹھ سکیں نیز پرنالہ پر سونے کا خول چڑھا دیا گیا ہے۔[81]

حطیم

حطیم سے مراد بیت اللہ سے ملحق وہ جگہ ہے جو شمال مغربی دیوار کے سامنے سفید سنگ مرمر کی ایک نیم مدور دیوار مگر اس سے جدا (حطیم) ہے۔ اس کو حجر اسمٰعیل بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کے پاس حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ کے لیے ایک جھونپڑی نما سائبان بنا دیا تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ یہیں مدفون ہیں۔ یہ دیوار تین فٹ اونچی اور تقریباً پانچ فٹ موٹی ہے۔ حطیم اور کعبے کے درمیان یہ جو نصف دائرے کی شکل کا قطعہ ہے اسے خاص تقدس حاصل ہے۔ دراصل یہ کعبہ کا حصّہ ہے۔ اسی لیے طواف کے وقت اس کے اندر داخل نہیں ہوتے بلکہ اس کے گرد ہو کر جس قدر قریب ممکن ہو گذرتے ہیں۔[82] وہ فرش جس پر طواف کیا جاتا ہے وہ مطاف کہلاتا ہے۔

مقام ابراہیم

مقام ابراہیم وہ مقدس پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ مل کر کعبہ کی تعمیر کی تھی یہ مقدس پتھر معجزاتی طور پر اسی طرح بلند ہوتا تھا۔ جس طرح کعبہ کی دیواریں حضرت ابراہیمؑ دوران تعمیر بلند کرتے جاتے تھے۔ معجزاتی طور پر اس پتھر کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے لیے نرم کر دیا تھا کہ اس پتھر پر آج بھی حضرت ابراہیم کے پاؤں کے نشان ثبت دیکھے جاسکتے ہیں یہ پتھر کعبہ کے احاطہ میں بیت اللہ کے دروازے کے عین سامنے شیشے کے ایک جار میں محفوظ کر دیا گیا ہے جو مطاف کے فرش سے چار پانچ فٹ بلند ہے۔ اس پتھر کی فضیلت آیت قرآنی سے واضح ہے۔[83] اس پتھر کو مصلّی نماز کی تقدیس حاصل ہے۔ عہد نبویﷺ میں مقام ابراہیم بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ ہی متصل تھا۔ حضرت عمرؓ

نے اپنے عہد خلافت میں اس کو وہاں سے ہٹا کر موجودہ جگہ پر رکھ دیا۔

غلاف کعبہ

کعبے کی چاروں دیواریں ایک سیاہ پردے یا غلاف (کسوۃ) سے ڈھکی رہتی ہیں جو زمین تک لٹکتا ہے اور جس کا زیریں کنارہ تانبے کے ان حلقوں سے بندھا رہتا ہے جو شاذروان میں جڑے ہوئے ہیں۔ کعبے پر غلاف چڑھانے کی رسم بہت قدیم زمانے سے چلی آرہی ہے۔ اور اسلام نے اس کو باقی رکھا۔ بیت اللہ پر سب سے پہلے غلاف چڑھانے والا شخص یمن کے بادشاہوں میں سے تبع اسعد الحمیری تھا۔[84] اس کے بعد قریش کے زمانہ میں بھی یہی دستور رہا اور متعدد قبائل غلاف کعبہ کی تیاری کے مصارف برداشت کرتے تھے۔ یہ قبائل دیباج اور مخمل کا غلاف بناتے تھے۔ البتہ قریش نے جب سے کعبۃ اللہ کا انتظام وانصرام سنبھالا۔ اس وقت سے صحیح حالات کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعثت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔[85] الازرقی کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے کعبے کو یمنی غلاف چڑھایا[86] حضورؐ کے وصال کے بعد بھی خلفائے راشدین کے زمانے میں بھی حضورؐ کے طریقے کے مطابق ہی عمل ہوتا تھا۔ جو عمدہ مصری کپڑے کا غلاف چڑھاتے تھے۔ حضرت عثمانؓ اوپر نیچے دو غلاف چڑھایا کرتے تھے۔ ہر سال محرم کی دسویں تاریخ کو کعبے پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ آگے چل کر خلفائے بنوامیہ میں حضرت معاویہ، یزید بن معاویہ اور عبدالملک بن مروان اور عباسی خلفاء میں سے خلیفہ مامون الرشد اور المتوکل نے بھی اس رسم کو جاری رکھا۔ خلیفہ مامون نے تین غلاف چڑھانے شروع کیے[87] بعد کے ادوار میں اور آج تک بھی مختلف حکومتوں نے غلاف تیار کرانے کا اہتمام کیا۔ ان میں قابل ذکر مصر کے مملوک سلطان ملک صالح بن سلطان ناصر قلاوون شامل ہیں۔ اور ان کے بعد جب ممالک عرب کی سلطنت آل عثمان کے پاس آئی تو عثمانی سلطان سلیم خان کے زمانے سے مصر سے کعبہ شریف کے اندرونی وداخلی حصّہ کے لیے غلاف تیار کر کے بھیجا جانے لگا۔[88] کسوۃ (غلاف) مدت تک ہر سال مصر میں تیار ہوتا رہا پھر ہندوپاکستان سے بھی غلاف تیار ہو کر جاتا رہا ہے۔ اب عصر حاضر میں سعودی حکومت نے مکہ میں ایک دارالسکوۃ قائم کیا ہے۔ جو غلاف کعبہ کی تیاری کا اہتمام کرتا ہے۔ مختلف ادوار میں مختلف رنگوں کے غلاف بنائے جاتے تھے۔ جن میں سفید، سبز اور دھاری دار شامل ہیں۔ لیکن بعد میں غلاف سیاہ ریشم کے بننے لگے۔[89]

غلاف کعبہ سیاہ رنگ کی ریشمی پٹیوں کو جوڑ کر تیار کیا جاتا ہے اس میں دو شگاف ہوتے ہیں ایک میزاب (پرنالے) کے لیے اور دوسرا دروازے کے لیے، غلاف کو کعبہ کے اوپر چاروں طرف رسّوں سے باندھ کر لٹکایا جاتا ہے اور آج کل ہر سال 9 ذی الحجہ کو تبدیل کیا جاتا ہے غلاف کعبہ پر چاروں طرف قرآن مجید کی آیات پر مشتمل سنہری پٹیاں لگائی جاتی ہیں اس کے چھوتھی طرف اس فرمانروا کا نام درج ہوتا ہے جس نے غلاف کعبہ بنوانے کا اہتمام کیا۔ یہ زری کی پٹیاں لکھوانے کا اہتمام سب سے پہلے 761ھ میں مصر کے سلطان حسن نے کیا تھا جو آج تک برقرار ہے۔[90]

جبکہ عصر حاضر میں آج کل حکومتِ سعودی عربیہ نے غلاف کعبہ کا انتظام وانصرام خود کر لیا ہے۔ اس لیے اب بیرون ممالک سے غلاف نہیں آتے۔

مختصر یہ کہ مکہ معظّمہ کے تاریخی آثار میں سب سے زیادہ اہم اور مقدس گھر بیت اللہ شریف (خانہ کعبہ) ہے جو مسجد الحرام کے وسط میں ہے۔ خانہ کعبہ، اور اس کے متبرک مقامات جن کا تذکرہ سطور بالا میں کیا گیا ہے۔ یہ اللہ کی وہ مقدس کھلی

نشانیاں ہیں جو برس ہا برس سے باقی ہیں اور قیامت تک اسی طرح باقی رہیں گی۔ اور ان کی بڑی فضیلت ہے متعدد آیاتِ قرآنیہ اور احادیث میں بھی بیت اللہ کے فضائل بیان کیے گئے ہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر اس روئے زمین پر ایک مقدس اور عظیم عمل ہے۔ (91)

خانہ کعبہ کی تعمیر کا تذکرہ نہ صرف قرآن مجید میں بلکہ تمام آسمانی اور الہامی کتب اور دیگر مذاہب کی کتابوں میں موجود ہے۔ بلکہ نہایت واضح اور کھلے انداز میں اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ خانہ کعبہ پہلی انسانی تعمیر ہے یعنی اس کی تعمیر سے انسانی تمدن اور تہذیب کی شروعات ہوتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اس بیت اللہ (خانہ کعبہ) کو تعمیر کرنے کی اللہ کی غرض وغایت دراصل اُس سرچشمہ حیات کو جاری وساری رکھنا تھا جس کے لیے انبیاء علیہم السلام نے اپنی زندگیاں کھپا دی تھیں گو کہ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت ابراہیمؑ تک دعوت و تبلیغ اور اسلامی نظام کو قائم کرنے کے لیے کوشش کی گئیں لیکن ایک محدود مرکز نہ ہونے کی وجہ سے اجتماعیت اور ملّی تصور ابھر نہ سکا تھا تا آنکہ اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو مبعوث فرما کر بذریعہ وحی بیت اللہ (خانہ کعبہ) کی تجدید کا حکم دیا۔ پھر اللہ کے حکم سے لوگوں سے حج کی دعوت دی۔ یہ حج کی دعوت دراصل اسلامی نظام حیات کو جاری وساری رکھنے کے لیے تھی۔ جس کے لیے حضرت ابراہیمؑ کے خاندان ہی میں سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث کیا گیا۔ اللہ نے قرآن میں آپ کو یہ پیغام دیا کہ "آپ فرما دیجیے کہ "اے اہل کتاب تم ایسے کلمے کی طرف آؤ جو تم میں اور ہم میں یکساں ہے۔" (92) یہاں ایک طرف اس آیت کے نہ صرف علمی اعتبار سے بلکہ بین المذاہب تعلقات اور ثقافتی رشتوں سے منسلک کرنے کے پہلو نکلتے ہیں وہیں دوسری طرف یہاں کلمے سے مراد بنی نوع کو توحید کی طرف راغب کرنا تھا اور اس دعوت کو ساری دنیا میں پھیلانا تھا۔ جس کا مرکز بیت اللہ کو قرار دیا گیا۔ نبی کریم نے اسی فورم بیت اللہ پر جمع ہونے کے لیے بنی نوع انسان کو دعوت عام دی اور جس کا سب سے پہلا چراغ روئے زمین پر حضرت آدمؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی صورت میں روشن کیا اور اس کی تکمیل آپؐ نے کی۔ آپؐ نے تمام مشرکانہ رسومات کو خانہ کعبہ سے پاک صاف کر کے کلمہ توحید بلند کیا اور طواف کعبہ کو اس کی اصل روح اور فطری شکل میں جاری وساری کر دیا۔ اس طرح آپ ﷺ نے دین ابراہیمی کی تجدید واحیاء کا کام مکمل اور لافانی کر دیا۔ پس آج تمام دنیا سے مسلمان حج کے موقعے پر مسجد الحرام میں جمع ہو کر بیت اللہ کے گرد طواف کرتے وقت اللہ کی وحدانیت کا اعلان کرتے ہیں۔ اور یہ اعلان اُس مقصد کی تکمیل ہے جس کے لیے یہ بیت اللہ تعمیر کیا گیا تھا۔

خلاصۃ البحث:

خانہ کعبہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی پہلی عبادت گاہ اور مرکزِ توحید ہے، جسے انسانی تاریخ میں غیر معمولی مذہبی، روحانی اور تہذیبی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس مقالے میں خانہ کعبہ کی تعمیر و تجدید کے مختلف تاریخی مراحل کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ کی ابتدائی بنیاد حضرت آدمؑ نے رکھی، بعد ازاں حضرت شیثؑ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے اس کی تعمیرِ نو کی۔ پھر مختلف ادوار میں اس کی مرمت، توسیع اور تزئین کا سلسلہ جاری رہا، جس میں قریش، عہدِ نبوی ﷺ، خلفائے راشدین، اموی، عباسی، عثمانی اور موجودہ سعودی حکومتوں نے اہم کردار ادا کیا۔ مقالے میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ خانہ کعبہ صرف ایک عبادت گاہ نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کی وحدت، اخوت اور عالمگیر اسلامی دعوت کا مرکز ہے۔ مزید برآں حجرِ اسود، مقامِ ابراہیم، حطیم اور غلافِ کعبہ جیسے مقدس آثار کی تاریخی و دینی اہمیت کو بھی مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ یہ تحقیق اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر و تجدید کا عمل محض معماری سرگرمی نہیں بلکہ اسلامی شعائر کے تحفظ اور

دینِ اسلام کے تسلسل کی علامت ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 ۔ اس سلسلہ میں قرآن میں وارد ہے: "بلاشبہ پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا۔ وہ وہی تھا جو مکہ میں تعمیر ہوا۔ برکت والا گھر اور سارے جہاں کے لیے مرکز ہدایت۔" القرآن: سورہ آل عمران: 96

2 ۔ خان، ڈاکٹر ایچ بی، شاہراہ مکہ، نوری پبلی کیشنز، کراچی اکتوبر 1976ء، ص34

3 ۔ عبدالغنی، ڈاکٹر محمد الیاس، تاریخ مکہ مکرمہ، مطابع الرشید المدینۃ المنورۃ، 2002ء، ص5

4 ۔ مسجد الحرام مکّہ معظّمہ میں واقع مرکزی مسجد کا نام ہے۔ جس کے معنی ہیں حرمت، تقدیس اور عظمت و شرافت والی مسجد، یہ مسجد چونکہ دنیا کی تمام مساجد میں ام المسجد کا درجہ رکھتی ہے۔ اور عالم اسلام کی تمام عقیدتوں کا مرکز اور دنیا کی سب سے پہلی مسجد اور قدیم مسجد ہے۔ اسی بناء پر اس کی فضیلت و حرمت بھی سب سے زیادہ ہے۔ قرآن مجید میں مسجد الحرام شریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا: "پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ میں لے گئی۔" القرآن: سورہ بنی اسرائیل: 1
احمد، اخلاق، حرمین شریفین کا تاریخی جغرافیہ، بک فورٹ ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز، لاہور، 2018ء، ص51

5 ۔ القرآن: سورہ مائدہ: 97

6 ۔ عبدالغنی، ڈاکٹر محمد الیاس، تاریخ مکہ مکرمہ، ص33

7 ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ، پنجاب، لاہور، 1978ء، ج17، ص321

8 ۔ دریا بادی، عبدالماجد، ارض القرآن، لکھنؤ، اکتوبر 1955ء، ص61-62

9 ۔ احمد، محمد جمیل، انبیائے قرآن، شیخ غلام علی اینڈ سنز، کراچی/لاہور، سن ندارد، ص268

10 ۔ القرآن: سورہ بقرہ: 143

11 ۔ القرآن: سورہ بنی اسرائیل: 1

12 ۔ القرآن: سورہ توبہ: 28

13 ۔ عبدالغنی، ڈاکٹر محمد الیاس، تاریخ مکہ مکرمہ، ص10

14 ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص321

15 ۔ القرآن: سورہ آل عمران: 96

16 ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص321

17 ۔ عبدالغنی، ڈاکٹر محمد الیاس، تاریخ مکہ مکرمہ، ص33

18 ۔ القرآن: سورہ حج: 20

19 ۔ القرآن: سورہ بقرہ: 144

20 ۔ الازرقی، محمد بن عبداللہ بن احمد، اخبار مکۃ، الجز الاوّل، المطبع الماجدیہ، مکۃ المکرمۃ، 1352ھ، ص185 تا187، الفاسی، التقی، شفاء الغرام باخبار، لبلد الحرام، جلد1، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ اولیٰ، 1421ھ/ص174

21 ۔ الکردی، محمد طاہر، تاریخ خانہ کعبہ، ترجمہ: عبدالصمد صارم، نگارشات، لاہور، 2017ء، ص44

22 ۔ الشیبی، محمد صالح بن احمد، تاریخ بیت اللہ، ترجمہ، رؤف صدیقی، الیٹ پبلیشرز لمیٹڈ، کراچی، 17/ستمبر2008ء، ص35

23 ۔ منظور احمد شاہ، ابوالنصر، بلد الامین، المصطفےٰ ویلفیئر سوسائٹی، کراچی، اشاعت سوم، 1997، ص54

24 ۔ جس طرح زمین پر کعبہ شریف اللہ کا گھر ہے اسی طرح اس کے مقابل آسمان میں بھی "بیت المعمور" ہے۔ جس کا مرتبہ و مقام آسمان میں وہی ہے جو زمین پر خانہ کعبہ کا ہے۔ بیت المعمور کعبہ کی سیدھ میں آسمان پر اللہ کا گھر ہے جس کا تقدس آسمان میں ایسا ہے جیسا زمین میں خانہ کعبہ کا، اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت کے لیے حاضر ہوتے ہیں جن کو پھر بھی حاضری کا موقع نہیں ملتا۔ ہم جس کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور جس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں وہ بیت المعمور کی سیدھ میں اس کے نیچے ہے۔ بیت المعمور کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی قسم کھائی ہے۔ "والبیت المعمور" ترجمہ: "اور بیت المعمور کی قسم القرآن: سور طور :4 مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے: ابن کثیر، عماد الدین، تاریخ ابن کثیر، حصّہ اوّل ۔دوم، نفیس اکیڈمی ، کراچی، جون1987ء، ص101۔103

25 ۔ الازرقی، محمد بن عبداللہ بن احمد، اخبار مکۃ، ص3۔4

26 ۔ طور سیناء اور طور زیتاء بیت المقدس میں دو پہاڑ ہیں۔ الکردی، محمد طاہر، تاریخ خانہ کعبہ، ص45

27 ۔ کوہ لبنان شام میں ہے اسے جبل اولیاء بھی کہتے ہیں ایضاً

28 ۔ طبری، علامہ ابی جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، جلد اوّل، دار الاشاعت، کراچی، 2003، ص110

29 ۔ اس کے لیے دیکھیے الازرقی، محمد بن عبداللہ بن احمد، اخبار مکۃ، ص5 تا11

30 ۔ ایضاً، ص17

31 ۔ القرآن: سورہ بقرہ: 127

32 ۔ خان، ڈاکٹر ایچ بی، شاہراہ مکہ، ص32

33 ۔ عبدالغنی، ڈاکٹر محمد الیاس، تاریخ مکہ مکرمہ، ص36

34 ۔ الازرقی، محمد بن عبداللہ بن احمد، اخبار مکۃ، ص26

35 ۔ الکردی، محمد طاہر، تاریخ خانہ کعبہ، ص136۔137

36 ۔ القرآن: سورۃ بقرہ: 125

37 ۔ خلاصہ یہ ہے کہ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے نماز پڑھی جائے، اس کا سامنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ مقام ابراہیمؑ ہاتھ بھر کا چھوٹا سا پتھر ہے۔ اس پر ایک شخص بھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ الکردی، محمد طاہر، تاریخ خانہ کعبہ، ص137

38 ۔ ایضاً ص42

39 ۔ ابن حبان، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، حدیث نمبر3710

40 ۔ القرآن: سورۃ ابراہیم: 35

41 ۔ دعا نمبر1 کا عملی مظاہرہ ایام حج کے موقعے پر باآسانی کیا جاسکتا ہے۔ جب کہ بیت اللہ کی زیارت اور ارکانِ حج ادا کرنے کے لیے

تمام عالم اسلام سے مسلمان لاکھوں کی تعداد میں آتے ہیں اور اس اژدھام کثیر کے باوجود کسی قسم کی بد نظمی، یا بد امنی کا ہونا تو کجا، شائبہ تک بھی نہیں پایا جاتا۔

دوسری دعا کا مطلب ہے کہ میرے مرنے کے بعد خانہ کعبہ کو بت پرستی سے محفوظ کر کے تیری یاد کا مرکز و محور بنائیو اور صرف خدا کی پرستش و بندگی کو قائم ودائم رکھیو۔ چنانچہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو مبعوث فرما کر ملّت ابراہیمی کو عملاً اسلام اور خدا کے سچے اور برحق دین پر ایسا گامزن کیا کہ بیت اللہ جو ازمنہ قدیم سے مشرکانہ رسومات کا منبع بن چکا تھا محمدؐ نے تمام مشرکانہ رسومات کو ختم کر کے کلمہ توحید بلند کیا اور طواف کعبہ کو اس کی اصل روح اور فطری شکل میں جاری وساری کیا۔ خان، ڈاکٹر ایچ بی، شاہراہ مکہ، ص 35-36

[42] ۔ الکردی، محمد طاہر، تاریخ خانہ کعبہ، ص 42

[43] ۔ ایضاً، ص 42-43

[44] ۔ حجر اسمٰعیل (اسے حطیم بھی کہتے ہیں) اس دیوار کو کہتے ہیں جو قدِ آدم سے کم پر نالہ کی جانب، نصف دائرے کی شکل میں ہے۔ یہ مقام خانہ کعبہ کے اندر شمار ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ "انھوں نے کہا کہ میں چاہتی تھی کہ خانہ کعبہ کے اندر جا کر نماز پڑھوں تو رسول اللہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حجر کی طرف لے گئے اور فرمایا یہاں نماز پڑھ لے یہ بھی خانہ کعبہ کا حصّہ تھا مگر تیری قوم نے جب خانہ کعبہ کو بنایا تو اسے کعبہ سے خارج کر دیا۔" بخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، کتاب الحج، حدیث نمبر 1585-1586

[45] ۔ الکردی، محمد طاہر، تاریخ خانہ کعبہ، ص 46

[46] ۔ ایضاً ص 45

[47] ۔ ایضاً

[48] ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص 325

[49] ۔ خان، ڈاکٹر ایچ بی، شاہراہ مکہ، ص 39-40

[50] ۔ القرآن: سورۃ انفال: 35

[51] ۔ القرآن: سورۃ انفال: 35

[52] ۔ الفاسی، التقی، شفاء الغرام باخبار البلد الحرام، ص 92 تا 95

[53] ۔ الکردی، محمد طاہر، تاریخ خانہ کعبہ، ص 102

[54] ۔ باقوم رومی ایک معمار تھا جو ساحل عرب پر تجارت کرتا تھا۔ ایک دفعہ لکڑیاں بھر کر لایا تو کشتی جدہ کے قریب ٹوٹ گئی۔ قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے یہ لکڑی کعبہ کی چھت کے لیے خرید لی۔ اور کشتی والوں کو اجازت دے دی کہ وہ اپنا مال مکّہ میں لے جا کر بیچ لیں، ان سے ٹیکس نہیں لیا جائے گا اور باقوم سے انہوں نے چھت بنوائی۔ ایضاً، ص 49

[55] ۔ منظور احمد شاہ، ابو النصر، بلد الامین، ص 55

[56] ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص 326

[57] ۔ الکردی، محمد طاہر، تاریخ خانہ کعبہ، ص 48

[58] ۔ حجر اسود نصب کرنے کا واقعہ یہ ہے کہ جب حجر اسود کو کعبہ پر نصب کرنے کا موقع آیا تو اہل مکّہ اس بات پر آپس میں جھگڑنے لگے کہ یہ اعزاز کس کے حصّے میں آئے۔ آخر قریش کے معتبر ترین شخص ابو امیہ مخزومی کی رائے پر سب نے اتفاق کیا کہ جو شخص سب سے پہلے نمودار ہو، وہی یہ خدمت بجالائے عین اس وقت حضرت محمد ﷺ کا گذر ہوا، تو سب پکار اٹھے محمد آ گئے۔ یہ ہمیں پسند ہیں۔ سب آپؐ کو حکم

بنانے پر راضی ہوگئے۔آپ ﷺ نے جو منصفانہ فیصلہ دیا پھر اس کے مطابق اپنی چادر مبارک بچھائی اور اس پر حجر اسود رکھ کر سب قبیلوں کے نمائندوں کو اسے اٹھا کر مقام تنصیب تک پہنچانے میں حصّہ دیا پھر چادر سے اپنے دست مبارک سے اٹھا کر حجر اسود اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔یوں نہ صرف احسن طریق پر سنگ اسود نصب ہو گیا بلکہ قبائل کا باہمی نزاع بھی دور ہو گیا۔احمد،اخلاق،حرمین شریفین کا تاریخی جغرافیہ،ص79

59 ۔ امام بخاری،امام مسلم اور امام ابن ماجہ سیدنا عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے حطیم کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کعبہ کا حصّہ ہے؟آپؐ نے جواب دیا ہاں! میں نے عرض کی کہ پھر لوگوں نے اس کو بیت اللہ میں داخل کیوں نہیں کیا؟آپؐ نے فرمایا کہ تمھاری قوم کے پاس مال کی کمی تھی۔میں نے پھر عرض کی کہ جب ان کے مال میں کمی تھی تو انہوں نے کعبۃ اللہ کے دروازے کو کیوں بلند کیا؟آپؐ نے جواب دیا کہ انہوں نے ایسا اس لیے کیا کہ اپنی مرضی سے جس کو چاہیں داخل کریں اور جس کو چاہیں روک دیں پھر آپؐ نے فرمایا کہ اگر تمھاری قوم زمانہ جاہلیت کے اتنی قریب نہ ہوتی اور مجھے ان کے دل سے قبول نہ کرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں حطیم کو کعبۃ اللہ میں داخل کر دیتا اور اس کے دروازے کو زمین کے قریب کر دیتا۔بخاری،محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الحج،حدیث نمبر 1583

60 ۔ حدیث نبوی کے لیے دیکھئے: حواشی نمبر 44

61 ۔ الکردی، محمد طاہر، تاریخ خانہ کعبہ، ص 50

62 ۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو خانہ کعبہ کی داخلی جانب میں داہنے ہاتھ پر ایک گہرا گڑھا کنوئیں کی مانند بنایا۔اس کی گہرائی تین گز تھی،اس میں سونا،چاندی،زیورات اور خوشبو وغیرہ ڈالی جاتی تھی۔اس گڑھے کو "خزانہ خانہ کعبہ" کہتے ہیں۔ایضاً،ص 85

63 ۔ الازرقی، محمد بن عبداللہ بن احمد،اخبار مکہ،ص 135

64 ۔ الکردی، محمد بن طاہر، تاریخ خانہ کعبہ، ص51 مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے،الازرقی،اخبار مکہ ص134 تا 138

65 ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص327

66 ۔ الکردی، محمد طاہر، تاریخ خانہ کعبہ، ص 56،57

67 ۔ ایضاً،ص 57

68 ۔ ایضاً،ص 79

69 ۔ ایضاً،ص 80

70 ۔ زمانہ دراز تک کعبہ شریف کی عمارت بغیر چھت کے تھی،قریش نے اپنی تعمیر میں سب سے پہلے چھت بنائی اور اب تو دو چھتیں ہیں ایک اوپر اور دوسری اس کے نیچے چھت میں ایک سوراخ ہے جس کا طول و عرض 1،27x1،4 میٹر ہے اس پر شیشہ کا ایک مضبوط ڈھکنا ہے۔جہاں سے کعبہ کے اندر طبعی روشنی آتی ہے۔جب کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے یا غلافِ کعبہ بدلا جاتا ہے تو یہ ڈھکنا اٹھا دیا جاتا ہے اور خانہ کعبہ کی اندرونی سیڑھیوں سے چڑھ کر اور اس سوراخ سے گذر کر چھت پر آمد و رفت ہوتی ہے۔سنہ 1397ھ میں لکڑی کی قدیم سیڑھیوں کی بجائے اب مضبوط المونیم کی گول سیڑھیاں بنادی گئیں ہیں جن کی تعداد پچاس ہے۔عبدالغنی،ڈاکٹر محمد الیاس، تاریخ مکہ مکرمہ، ص57-58

71 ۔ مسجد الحرام کی توسیع و تجدید چونکہ ایک علیحدہ مقالے کی متقاضی ہے۔لہٰذا یہاں طوالت کے باعث صرف تذکرہ کیا گیا ہے۔اس کی تفصیلات کے لیے دیکھیے: وزارت اطلاعات مملکت سعودی عرب، حرمین شریفین،1419ھ، ص11 تا 47

72 ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص321

73 ۔ احمد، اخلاق، حرمین شریفین کا تاریخی جغرافیہ، ص 62

74 ۔ خان، ڈاکٹر، ایچ بی، کراچی سے گنبد خضراء تک، الحمد اکادمی، کراچی، 1986ء، ص 60

75 ۔ الازرقی، محمد بن عبداللہ بن احمد، اخبار مکہ، ص 7تا9

76 ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص 333

77 ۔ ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، ترمذی شریف، کتاب الحج، حدیث نمبر 877

78 ۔ الفاکہی، ابو عبداللہ محمد بن اسحاق، اخبار مکہ فی قدیم الدھر وحدیثہ۔ الجزاول، الطبعۃ الثانیہ، دار خضر، بیروت، 1414ھ، ص 92

79 ۔ الکردی، محمد طاہر، تاریخ خانہ کعبہ، ص 126

80 ۔ الفاکہی، ابو عبداللہ محمد بن اسحاق، اخبار مکہ فی قدیم الدھر وحدیثہ، ص 230

81 ۔ عبدالغنی، ڈاکٹر محمد الیاس، تاریخ مکہ مکرمہ، ص 52

82 ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص 323-324

83 ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ترجمہ: "اور مقام ابراہیمؑ کو مستقل نماز کی جگہ بنالیا کرو۔" القرآن، سورۃ بقرہ: 125

84 ۔ الازرقی، محمد بن عبداللہ بن محمد، اخبار مکہ، ص 165

85 ۔ خان، ڈاکٹر ایچ بی، شاہراہ مکہ، ص 41

86 ۔ الازرقی، محمد بن عبداللہ بن احمد، اخبار مکہ، ص 168

87 ۔ مامون کے دور میں عرفہ کے دن دیباج کا، یکم رجب کو قباطی اور عید الفطر کو سفید دیباج کا غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ جب متوکل علی اللہ تخت نشین ہوا تو اس نے رجب کے مہینہ میں غلاف میں اضافہ کروانا شروع کر دیا۔ کیونکہ وہ لوگوں کے ہاتھوں کے لگنے کی وجہ سے بوسیدہ ہو جاتا تھا۔ اس نے سرخ دیباج کا کپڑا زمین تک لٹکانے کا حکم دیا۔ الشیبی، محمد صالح بن احمد، تاریخ بیت اللہ، ص 98

88 ۔ کعبہ کی غلاف پوشی کے لیے جو طریقہ سلاطین یمن و مصر میں رائج رہا، وہی سلاطینِ عثمانیہ میں بھی رائج رہا یعنی سلاطین مصر و یمن کی طرف سے کعبہ کے ظاہری حصّہ پر غلاف، سیاہ ریشم کے کپڑے کا ہوتا تھا اور اس پر لاالہ الا اللہ، محمد رسول اللہ لکھا ہوتا تھا۔ جبکہ اندرونی جانب سے سرخ ریشم کا غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ ایضاً، ص 100-101

89 ۔ خان، ڈاکٹر ایچ بی، شاہراہ مکہ، ص 42

90 ۔ ایضاً

91 ۔ بیت اللہ کے فضائل قرآن حکیم کی روشنی میں سورۃ بقرہ کی آیات 125،126،127،128،144،191،217 اور سورۃ مائدہ کی آیت 25 میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ جبکہ بیت اللہ کے فضائل احادیث سے بھی ثابت ہیں جیسے حضرت ابو ذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ " میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپؐ نے فرمایا مسجد حرام "۔ مسلم، ابوالحسن مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر 1063

ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: " میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا دوسری مساجد کے مقابلہ میں ہزار گنا زیادہ افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔" تبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 640

تیسری حدیث میں رسول اللہؐ نے فرمایا: " تین مسجدوں کے علاوہ اور کسی مسجد کی جانب سفر کا ارادہ نہ کرو! مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد (مسجد نبوی) تبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 641

ایک اور حدیث جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ " جب رسول اللہؐ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپؐ نے اس کے ہر گوشہ میں

جاکر دعا فرمائی۔" تبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 641

[92] ۔ القرآن: سورہ بقرہ: 64